رپورٹ جناب ناصر محمود

بینک اکاؤنٹس سے زکوٰۃ کی لازمی کٹوتی
سندھ ہائی کورٹ کا ایک اہم فیصلہ

اب زکوٰۃ اور عشر کی لازمی کٹوتی سے چھوٹ حاصل کرنے کے لیے اہل سنت والجماعت کو اپنا مذہب تبدیل کر کے جھوٹا حلف نامہ داخل کرنے کی ضرورت نہیں رہی جس طرح کہ ماضی میں انہیں خود کو "فقہ جعفریہ" کا پیروکار ظاہر کرنے پر ہی چھوٹ میسر ہوا کرتی تھی۔ کیونکہ معزز عدالت عظمٰی پاکستان نے ۹ مارچ ۱۹۹۹ء کو حکومت پاکستان، نیشنل انوسٹمنٹ ٹرسٹ اور نیشنل بینک آف پاکستان کی اپیل کو خارج کر کے سندھ ہائی کورٹ کے اس فیصلے کی توثیق کر دی ہے جو ۲۶ مارچ ۱۹۹۱ء کو جاری کر کے عدالت عالیہ نے واضح کیا تھا کہ زکوٰۃ اور عشر آرڈی نینس کی رو سے تمام فقہوں کے پیروکار یعنی حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی مسلمین زکوٰۃ اور عشر کی لازمی کٹوتی سے اسی طرح چھوٹ حاصل کر سکتے ہیں جیسے فقہ جعفریہ کے ماننے والے ۲۰ برس سے بحیثیت ایک "فرقہ" حاصل کرتے چلے آرہے ہیں۔ یہ انکشاف کرتے ہوئے معروف بزرگ قانون دان محمد ار حسین ایڈووکیٹ نے تکبیر کو بتایا کہ اس سے قبل عوام کو یہ غلط تاثر دے دیا گیا تھا کہ یہ رعایت قانون میں صرف شیعہ اثنا عشری، شیعہ بوہرہ اور شیعہ داؤدی بوہرہ کو دی گئی تھی۔ بہرحال اب اسلام کی کسی بھی مسلمہ فقہ کے ماننے والے یکم رمضان المبارک سے تین ماہ قبل مقررہ طریقہ پر حلف نامہ فارم CZ-50 DECLARATION پر داخل کر کے قانون میں دی ہوئی رعایت سے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔

اس صورت حال پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے مدینہ مسجد و مدرسہ کے مہتمم محمد اکبر خان نے تکبیر سے اپنی خصوصی بات چیت میں کہا کہ اللہ تعالیٰ کے دین اسلام اور نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کی شریعت مطہرہ کی ترویج کے لیے اسلامی جمہوریہ پاکستان میں کی جانے والی جدوجہد میں اگر مالیاتی طور پر معیشت میں "سود" کے خاتمے کی کوششیں جاری رہی ہیں تو دوسری طرف دین اسلام کے اہم فریضہ "زکوٰۃ" پر بے جا طور پر بینکوں میں کٹوتی سے متعلق ایک طویل عدالتی جنگ بھی لڑی گئی ہے۔ اس مقدمہ کے چند عاقبت نا اندیش ذہنوں نے اہل سنت والجماعت کی فقہ (حنفی، شافعی، مالکی اور فقہ حنبلی) کے پیروکاروں کی رقوم پر طویل عرصہ تک جبراً" زکوٰۃ کی کٹوتی کی جو کہ نہیں کرنی چاہیے تھی۔ اسے محض مذہبی تعصب اور فرقہ پرستی کا واضح ثبوت قرار دیا جا سکتا ہے جس میں ایک طرف فقہ جعفریہ کے پیروکاروں بشمول شیعہ اسماعیلیہ، شیعہ بوہرہ اور شیعہ داؤدی بوہرہ کو خصوصی اور خفیہ سرکاری احکامات پر بینکوں سے زکوٰۃ کی کٹوتی کی استثنائی سہولت بہم پہنچائی گئی اور اسی اثناء میں اہل سنت والجماعت کی اکثریت کو یہ ترغیب دی جاتی رہی کہ وہ سنی عقائد کے پیروکار ہوتے ہوئے بھی اگر خود کو شیعہ فرقہ کی فقہ جعفریہ کا پیروکار ہونے کا جھوٹا اقرار بذریعہ اسٹامپ پیپر بصورت اقرار نامہ اپنے بینک میں جمع کرا دیں تو ان کی زکوٰۃ نہیں کاٹی جائے گی۔ اس ترغیب میں تمام بینکوں و مالیاتی اداروں کے مینیجروں نے بڑا فعال کردار ادا کیا جس کے پس منظر میں محض جبراً" چند سرکاری افسران کا اپنے فرقہ سے والہانہ وابستگی اور اپنے ہمنوا فرقہ کے پیروکاروں کو مالی منفعت پہنچانا مقصود تھا۔ اس کے متعلق اسلامی جمہوریہ پاکستان کی اعلیٰ قیادت کو اب قانونی اقدام کرنے پر غور کرنا چاہیے کہ آخر ایسے استحصالی اقدامات کرنے کے کیا مقاصد تھے جن پر مملکت کی معزز عدالت عظمٰی کو بالآخر اس تاریخ ساز فیصلہ کی توثیق کرنا پڑی جو معزز عدالت عالیہ سندھ نے صادر کیا تھا کہ "ماضی میں زکوٰۃ کی کٹوتی بینکوں نے بدنیتی کی بنا پر خفیہ احکامات کے پیش نظر کی جبکہ تمام فقہوں کو یہ استحقاق حاصل ہونا چاہیے کہ کوئی بینک یا مالیاتی ادارہ کسی فقہ بالخصوص فقہ حنفی، شافعی، مالکی اور فقہ حنبلی کے پیروکاروں کی کٹوتی نہ کرے۔"

محمد اکبر خان نے مزید کہا کہ مسلمانان پاکستان کو مذکورہ سہولت پہنچانے کے لیے عدالتوں میں جو قانونی جنگ لڑی گئی اس کے کلی طور پر رہبر اور محرک جناب محمد اثر ایڈووکیٹ ہیں جنہوں نے اپنی پیرانہ سالی میں انتھک کوشش، کاوش اور بہترین وکالتی صلاحیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اہل سنت والجماعت کی مسلمہ فقہوں کے پیروکاروں کو بینکوں سے جبری زکوٰۃ کی کٹوتی سے نجات دلائی اور اس اقدام سے بھی بچا لیا جس کی ترغیب دلا کر بینک کا عملہ سیدھے سادے مسلمانوں کو بلاوجہ اپنی حقیقی فقہ کی بجائے فقہ جعفریہ کے پیروکار ہونے کا ہر سال جھوٹا اقرار نامہ جمع کرا کے گناہ گار بھی کرتے رہے اور مجبور بھی کرتے رہے۔ میں اہل سنت والجماعت کی چاروں فقہوں کے اکثریتی مسلمانوں کی طرف سے اجتماعی طور پر نمائندگی کا فریضہ ادا کرتے ہوئے جناب محمد اثر حسین ایڈووکیٹ کا بے حد مشکور و ممنون ہوں۔

دریں اثناء محمد اثر حسین ایڈووکیٹ نے اپنی عدالتی جنگ کی روداد بیان کرتے ہوئے کہا کہ میں جب حج کی سعادت حاصل کرنے کے لیے روانہ ہونے لگا تو خیال آیا کہ یکم رمضان المبارک کو بینک والے میرے

اکاؤنٹ میں موجود رقم پر زکوٰۃ کاٹ لیں گے جبکہ میرے نقطہ نظر سے حکومت کے وضع کردہ نظام زکوٰۃ میں نہ تو زکوٰۃ جمع کرانے کا طریقہ شرعی ہے اور نہ اس کی تقسیم کا طریقہ اور سب سے بڑھ کر عمال زکوٰۃ کو گزارا بھر کی رقم دینے کی بجائے جتنا معاوضہ اور مراعات اور جتنے صوابدیدی اختیارات تفویض کیے گئے ہیں وہ سب ناجائز اور غیر شرعی ہیں لہٰذا اس طرح ادارہ کو زکوٰۃ دینے سے میرے نزدیک زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔ زکوٰۃ اور عشر آرڈی نینس کے نفاذ کے بعد فقہ جعفریہ کے ماننے والوں کا زکوٰۃ دینے سے انکار اور پھر قانون میں ترمیم کے ذریعہ استثناء (Exemption) کا بھی مجھے علم تھا اور اس کی وجہ معلوم تھی مگر اس کو بیان کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔ اگر کسی صاحب ایمان کو حق کی تلاش ہے تو وہ فقہ جعفریہ کی مستند حدیثوں کی صرف ایک کتاب "اصول کافی" خود پڑھ لے، معلوم ہو جائے گا۔ میری طرح کے عقائد رکھنے والا کوئی بھی مسلم ایک مقررہ طریق کار کے مطابق حلف نامہ داخل کر کے زکوٰۃ کی لازمی کٹوتی سے استثناء حاصل کر سکتا ہے لہٰذا میں نے استثناء کے حلف نامے کا فارم CZ-50 حاصل کیا جس میں قانون کے مطابق درخواست دہندہ کے لیے خالی جگہ چھوڑی ہوئی تھی کہ وہ اپنے ہاتھ سے اندراج کرے کہ وہ اسلام کی مسلمہ فقہوں میں سے کس فقہ کا پیروکار ہے۔ قانون بنانے والے نے خود ہی واضح کر دیا تھا کہ زکوٰۃ کی لازمی کٹوتی سے چھوٹ اسلام کی تمام مسلمہ فقہوں کے ماننے والوں کے لیے دی گئی تھی۔ اسلام کی مسلمہ فقہیں ایک سے زیادہ تھیں ورنہ اگر صرف کسی ایک فقہ کے ماننے والوں کے لیے چھوٹ دی گئی ہوتی تو اس کا نام فارم میں چھاپ دیا جاتا۔

لیکن منظور شدہ فارم میں فقہ کے اندراج کے لیے جگہ چھوڑ کر اور تفصیلی ہدایات میں یہ لکھ کر کہ حلف نامہ دینے والا اپنے قلم سے لکھے کہ وہ اسلام کی مسلمہ فقہوں میں سے کس فقہ کا پیروکار ہے، اس طرح زکوٰۃ کی لازمی کٹوتی سے چھوٹ کا ایک سے زیادہ فقہوں پر اطلاق ہونے کا واضح ثبوت مہیا کیا تھا جسے قانون سے ناواقف شخص بھی سمجھ سکتا ہے۔ تاہم بڑی چالاکی سے فقہ جعفریہ کو نہ ماننے والوں کو چھوٹ کے اس حق سے محروم کرنے کے لیے دیدہ دلیری سے چالیں چلی گئیں اور آخر کار پاکستان کے عوام ہی نہیں پڑھے لکھے لوگ بلکہ قانون دان تک یہ یقین کرنے لگے کہ زکوٰۃ اور عشر آرڈی نینس ۱۹۸۰ء میں زکوٰۃ اور عشر کی لازمی کٹوتی سے چھوٹ صرف فقہ جعفریہ کے ماننے والے فرقے کو دی گئی ہے۔

بہرحال میں نے زکوٰۃ کی لازمی کٹوتی سے استثناء کے حلف نامے کا چھپا ہوا فارم بازار سے خریدا اور اس پر خالی جگہ میں لکھا کہ میں فقہ حنفیہ کا پیروکار ہوں اور مجھے زکوٰۃ کی لازمی کٹوتی سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔ مگر میرے بینکر حبیب بینک لمیٹڈ کے ایم سی برانچ کراچی کے مینیجر نے میرا فارم لینے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ زکوٰۃ کی لازمی کٹوتی سے چھوٹ صرف فقہ جعفریہ کے پیروکاروں کو دی جاتی ہے اور مجھے یہ مخلصانہ مشورہ دیا کہ میں دوسرا حلف نامہ بھر کر دوں کہ میں فقہ جعفریہ کا ماننے والا ہوں تو میرے حساب کی رقم میں سے زکوٰۃ نہیں کاٹیں گے اور چونکہ زکوٰۃ اور عشر آرڈی نینس کے مطابق میرا یہ حلف نامہ خفیہ رہے گا نہ کسی کو معلوم ہوگا کہ میں نے جھوٹا حلف نامہ دیا ہے اور نہ کوئی اس قابل ہوگا کہ فیڈرل شریعت کورٹ میں میرے خلاف کوئی شکایت لے جا سکے۔ بات معقول تھی اور میری سمجھ میں آگئی کہ فقہ جعفریہ کے پیروکاروں نے بڑا معقول اور مضبوط انتظام کیا تھا لیکن اپنی افتاد طبیعت کو کیا کروں کہ نہ لالچ میں جھوٹ بولنے پر تیار ہوا اور نہ دنیاوی فائدے کے لیے دین اسلام چھوڑنے پر راضی ہوا۔

میں بضد ہوا کہ مینیجر صاحب میرا حلف نامہ وصول کریں اور جو جواب دینا ہے تحریری طور پر دیں۔ ظاہر ہے کہ اپنے مخلصانہ مشورے کو وہ ضبط تحریر میں تو لا نہیں سکتے تھے اور مجھے بتا بھی چکے تھے اس لیے انہوں نے ازراہ ہمدردی ایک اور راز بتایا کہ ان کو جو ہدایت دی گئی تھی اس کے مطابق وہ کسی بھی فقہ کے ماننے والے کا حلف نامہ واپس کرنے کے مجاز نہیں تھے بلکہ ان کو تو ہدایت یہ تھی کہ جو بھی حلف نامہ داخل کرے، لے لیا جائے اور زکوٰۃ کونسل کو اسلام آباد بھیج دیا جائے مگر زکوٰۃ کاٹ لی جائے۔ اگر کوئی فقہ جعفریہ کا ماننے والا حلف نامہ دے تو اس کا حلف نامہ بینک ریکارڈ پر رکھا جائے اور اس سے زکوٰۃ نہ کاٹی جائے۔ لہٰذا میں نے سوچا میرے حق میں یہی بہتر رہے گا کہ میں اپنی ساری رقم یا تو کسی کرنٹ اکاؤنٹ میں زکوٰۃ کی کٹوتی کے دن سے پہلے پہلے منتقل کر دوں یا نکال لوں اور صرف تھوڑے سے پیسے سیونگ اکاؤنٹ میں پڑے رہنے دوں۔ رمضان شروع ہونے کے تین چار دن بعد پھر سیونگ اکاؤنٹ میں ڈال دوں گا۔

حج سے واپس آنے پر ایک بار پھر زکوٰۃ اور عشر آرڈی نینس ۱۹۸۰ء پر خوب غور کیا، دوسرے وکلاء سے مشورہ کیا اور جب یقین آگیا کہ میرا نقطہ نظر صحیح تھا تو پھر حکومت کا نوٹیفکیشن اس کی نقل یا اس کا نمبر و تاریخ معلوم کرنے کی حتی المقدور تمام کوششیں کر ڈالیں مگر بے سود۔ حکومت کو لکھے ہوئے خط کا بھی کوئی جواب نہ آیا۔ ہر بینک اور ادارے سے یہی زبانی جواب ملا کہ مذکورہ احکامات آئے تو ضرور تھے اور فائل بھی میں لگائے بھی تھے مگر اس وقت موجود نہیں ہیں۔ رب کریم نے میری مدد کی اور مدیر تکبیر محمد صلاح الدین شہید کے دفتر میں ایک روز اس موضوع پر بات ہو رہی تھی کہ وہاں موجود نیشنل بینک کے ایک ریٹائرڈ وائس پریذیڈنٹ نے یہ خوش خبری سنائی کہ ان کے پاس درکار حکم نامہ کی کاپی موجود ہے بلکہ اس سلسلہ میں جاری شدہ پہلے دو حکم نامے بھی موجود ہیں مگر تینوں حکم نامے "خفیہ" ہیں لہٰذا وہ ان کی نقل نہیں دے سکتے صرف دکھا سکتے ہیں۔

انہوں نے اپنا وعدہ پورا کیا اور میں نے اپنی تحریر میں ان تینوں حکم ناموں کا مضمون لکھ لیا لیکن اس شرط پر انہوں نے اجازت دی کہ میں کسی

مرنے پر بھی ان کا نام ظاہر نہیں کروں گا۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا لیکن اپنے طور پر کوشش جاری رکھی کہ شاید کوئی مرد مومن سرکاری رازوں کے قانون (Official Secret Act) کی تلوار کی زد میں آنے پر تیار ہو کر مجھے نقلیں مہیا کر دے تو میں معزز عدالت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں۔ اسی دوران این آئی ٹی کے ایک افسر جناب شمشاد احمد صاحب سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے انکشاف کیا کہ ان کے ادارے نے تو اپنے سرکلر میں باقاعدہ یہ اعلان کر رکھا تھا کہ مذکورہ بالا رعایت صرف فقہ جعفریہ کے ماننے والوں کے لیے ہے۔ انہوں نے مجھے اس سرکلر کی ایک کاپی بھی مہیا کر دی۔

اب میں نے اپنے ارادے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے اپنی بیٹی فرزانہ اثر کے نام پر این آئی ٹی یونٹس خرید لیے اور اس کی طرف سے حلف نامہ داخل کیا کہ میں فقہ حنفیہ کی پیروکار ہوں لہٰذا میرے یونٹس کو زکوٰۃ کی کٹوتی سے مستثنیٰ قرار دیتے ہوئے میرے سرمایہ پر زکوٰۃ نہ کاٹی جائے۔ اس کے جواب میں نیشنل انوسٹ منٹ ٹرسٹ کے ایک افسر ثناء اللہ کی تحریر ۵ ستمبر ۸۹ء کو موصول ہوئی جس میں کہا گیا تھا کہ آپ نے این آئی ٹی یونٹ پر زکوٰۃ کی لازمی کٹوتی سے استثناء کے لیے جو اقرار نامہ ۸ جون ۸۹ء کو داخل کیا اس میں آپ نے واضح کیا ہے کہ آپ فقہ حنفیہ کی پیروکار مسلمان ہیں۔ اس بارہ میں ہم آپ کو مطلع کرتے ہیں کہ زکوٰۃ و عشر آرڈی نینس مجریہ ۱۹۸۰ء کے قواعد و ضوابط کے تحت فقہ حنفیہ کے پیروکار مسلمان زکوٰۃ کی لازمی کٹوتی سے مستثنیٰ نہیں ہیں اس لیے اب آپ کی این آئی ٹی یونٹس کو زکوٰۃ کی لازمی کٹوتی سے مستثنیٰ قرار نہیں دیا جا سکتا۔

ان کا جواب ملنے کے بعد میری بیٹی کو عدالت عالیہ کا دروازہ کھٹکھٹانے کا جواز مل گیا تھا اس لیے میں نے اس کے نام سے ایک پٹیشن سندھ ہائی کورٹ میں داخل کر دی اس کے جوابداران نیشنل انوسٹ منٹ ٹرسٹ کراچی، نیشنل بینک آف پاکستان اور اسلامی جمہوریہ پاکستان بہ توسط سیکرٹری وزارت مالیات اسلام آباد کے نام نوٹس جاری ہو گئے جن میں دو معزز و محترم جج صاحبان کے سامنے پیشی لگی وہ دونوں بہت اچھے اور قابل مسلمان تھے لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مذکورہ بالا طریقہ واردات سے بے خبر اور پروپیگنڈہ سے اتنے متاثر تھے کہ پہلی نظر میں فرمانے لگے "صاحب زکوٰۃ کی لازمی کٹوتی سے چھوٹ تو صرف شیعوں کو دی گئی ہے۔" لیکن جب میں نے عدالت عالیہ کی توجہ قانون کے متن کی طرف کرائی تو فوراً جوابداران کو نوٹس جاری کرنے کا حکم صادر فرمایا۔

میں نے پٹیشن کے ساتھ ایک درخواست عارضی حکم امتناعی کی بھی داخل کی تھی کہ پٹیشن کا فیصلہ ہونے تک کی مدت کے لیے جوابداران کو منع کر دیا جائے کہ درخواست گزار کے این آئی ٹی یونٹس پر زکوٰۃ نہ کاٹیں کیونکہ اتنا مجھے معلوم ہی تھا اور تجربہ بھی تھا کہ تینوں فریق آخری فیصلہ ہونے میں برسوں لگا دیں گے۔ مجھے قوی امید تھی زیر بحث نقطہ اتنا واضح تھا کہ عارضی حکم امتناعی مل جائے گا مگر نوٹس کی تعمیل کے باوجود عارضی حکم امتناعی نہ مل سکا اور میری بیٹی کے این آئی ٹی یونٹس پر زکوٰۃ برابر کاٹی جاتی رہی اس طرح پاکستان بھر کے اہل سنت والجماعت کے اثاثوں پر زبردستی زکوٰۃ و عشر کٹتا رہا جبکہ فقہ جعفریہ کے ماننے والے بحیثیت ایک فرقے کے زکوٰۃ کی لازمی کٹوتی سے چھوٹ حاصل کرتے رہے۔

انتہائی تکلیف دہ بات جسے میں اہل سنت والجماعت کی بدبختی سے تعبیر کرتا ہوں کہ جوابداروں میں سے کسی اہل سنت والجماعت میں بھی اپنے دین اور ایمان سے اتنا لگاؤ اور حق کی تڑپ نہ تھی کہ جب پٹیشن ان کی نظروں سے گزری تو زیر بحث مسئلے پر اتنی بھی توجہ دیتے جتنی کہ فنکاروں کے گانوں، اداکاری اور سیاست دانوں کے بیانات پر دی جاتی ہے۔ خدا کا کرنا اور ہماری خوش قسمتی سے یہ پٹیشن معزز و محترم جسٹس عبد الرحمان صاحب (اب ریٹائرڈ ہو چکے ہیں) کی ڈویژن بینچ میں سماعت کے لیے پیش ہوئی۔ انہوں نے یہ کہہ کر تاریخ پیشی بڑھانے سے انکار کیا کہ وہ اس کو اسی دن سنیں گے اور فیصلہ کریں گے۔ بڑی دلچسپ صورت حال اس وقت پیدا ہوئی جب محترم سرکاری وکیل نے یہ عذر پیش کیا کہ انہیں صبح سے دست آ رہے ہیں اور وہ کھڑے ہونے سے قاصر تھے۔ محترم جسٹس عبد الرحمان صاحب نے انہیں کہا کہ وہ ہائی کورٹ کی ڈسپنسری یا بار میں جا کر لیٹ جائیں جب ان کے بولنے کی باری آئے گی تو بلوا لیا جائے گا۔

لیکن معاملہ اتنا صاف تھا کہ جواب دہندگان میں سے ایک این آئی ٹی کے وکیل جناب اختر محمود نے بڑی پیشہ وارانہ دیانت داری کے ساتھ یہ کہہ کر عدالت عالیہ کی مدد کی کہ "زکوٰۃ و عشر آرڈی نینس پٹیشنر کے حق میں ہے۔" چنانچہ مختصر عرصے میں فریادی کے حق میں فیصلہ صادر ہو گیا اور تفصیلی فیصلہ محفوظ کر لیا گیا جس کا اعلان ۲۹ اپریل ۹۱ء کو کیا گیا۔

اس فیصلہ میں جسٹس سید عبد الرحمان اور جسٹس حسین عادل کھتری نے تمام فریقین کے دلائل کا بغور جائزہ لینے کے بعد اپنے فیصلے میں واضح طور پر لکھا کہ "یہ بڑی تکلیف دہ بات ہے کہ ایک طرف اسلامک آئیڈیالوجیکل کونسل کے کہنے پر زکوٰۃ کی لازمی کٹوتی سے استثناء کے سلسلے میں مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر کے لیے زکوٰۃ و عشر آرڈی نینس میں یکساں قانون بنایا گیا اور دوسری طرف بڑی ہوشیاری سے خفیہ طور پر بغیر کسی ہچکچاہٹ کے شیعہ مسلمانوں کی طرف سے داخل کردہ اقرار ناموں کو قبول کرنے کے انتظامی حکم نامے جاری کیے گئے جبکہ حنفی مسلمانوں کی طرف سے داخل کیا گیا اسی طرح کا اقرار نامہ مسترد کر دیا گیا جس سے حنفی مسلمانوں کی جو کہ ملک کی کل آبادی کا ۹۰ فیصد ہیں سخت دل آزاری ہوئی۔ اس دل آزاری اور آرڈی نینس کے تحت زکوٰۃ وضع کرنے کے طریق کار پر ملک کے موقر اخبارات میں آواز اٹھائی گئی اور اداریے لکھے گئے۔ چنانچہ ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ یہ نہ صرف زکوٰۃ و عشر آرڈی نینس ۱۹۸۰ء کے قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی ہے بلکہ آئین کے تحت

فراہم کیے گئے بنیادی حقوق کی بھی خلاف ورزی ہے۔ مدعا علیہان کے تمام حقائق تسلیم کر لینے اور واضح قانون کی موجودگی میں ہم یہ قرار دینے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے کہ دوسری تمام فقہوں کی طرح فقہ حنفیہ اور اس کے پیروکار بھی زکوٰۃ و عشر آرڈی نینس ۱۹۸۰ء کی دفعہ نمبر ۱۰ کی ذیلی دفعہ (۳) اور اس کے قواعد و ضوابط اور زکوٰۃ و عشر کے رولز کے تحت زکوٰۃ کی لازمی کٹوتی سے استثناء لے سکتے ہیں اور انہیں اس حق سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔"

فیصلہ میں مزید کہا گیا کہ مدعا علیہان کی طرف سے زکوٰۃ و عشر آرڈی نینس ۱۹۸۰ء کے قواعد و ضوابط، زکوٰۃ و عشر رولز اور ان کے تحت جاری کیا گیا کوئی بھی نوٹیفیکیشن ہمارے علم میں نہیں لایا گیا جس میں خاص طور پر فقہ جعفریہ کے پیروکار مسلمانوں کو ہی زکوٰۃ کی لازمی کٹوتی سے استثناء دیا گیا ہو البتہ آرڈی نینس کی ذیلی دفعہ (۳) بالکل صاف اور واضح ہے اور اس میں تمام تسلیم شدہ فقہوں کا ذکر کیا گیا ہے اس لیے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ان کو استثناء نہیں دیا جا سکتا۔

لہٰذا ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ مدعا علیہان کو کسی بھی حنفی مسلمان کی طرف سے داخل کیے گئے اقرار نامہ کو مسترد کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے اگر یہ اقرار نامہ مجوزہ طریقہ کار اور مقررہ مدت کے اندر داخل کیا گیا ہو۔ چونکہ یہ اختیار صرف وفاقی شرعی عدالت کو قانون نے تفویض کیا ہے لہٰذا مدعا علیہان کی طرف سے درخواست گزار کے داخل کیے گئے اقرار نامہ کو مسترد کرنے اور اس کے این آئی ٹی یونٹس کو زکوٰۃ کی کٹوتی سے استثناء نہ دینے کے عمل کو عدالت میں غیر قانونی اور اختیارات سے تجاوز قرار دیتی ہے اور ان کا یہ عمل سراسر قانون کے خلاف ہے۔ ان وجوہات کی بنا پر ہم نے ۲۶ مارچ ۹۱ء کو جو مختصر فیصلہ دیا تھا آسانی کے لیے اسے ذیل میں دوبارہ دہرایا جا رہا ہے۔

"ان تمام وجوہات کی بنا پر جو کہ ریکارڈ پر موجود ہیں ہم اس درخواست کو منظور کرتے ہوئے قرار دیتے ہیں کہ ایسے کسی شخص کے اثاثہ جات سے زکوٰۃ کی لازمی کٹوتی نہیں کی جائے گی جو مقررہ مدت کے اندر اندر زکوٰۃ انتظامیہ کے پاس مروجہ قوانین کے تحت یہ حلفیہ اقرار نامہ داخل کرے کہ وہ مسلمان ہے اور تسلیم شدہ فقہوں میں سے کسی ایک فقہ کا پیروکار ہے جس کا ذکر اقرار نامہ میں کیا گیا ہے اور جس کے تحت وہ زکوٰۃ و عشر آرڈی نینس ۱۹۸۰ء کے قواعد کے مطابق پوری یا کسی ایک حصہ کی زکوٰۃ کی ادائیگی کا پابند نہیں ہے۔ ہم یہ بھی قرار دیتے ہیں کہ وزارت مالیات حکومت پاکستان کی سینٹرل زکوٰۃ و عشر انتظامیہ کی طرف سے پریذیڈنٹ نیشنل بینک آف پاکستان اور این آئی ٹی کے ٹرسٹی کو لکھے گئے ۲۱ نومبر اور ۷ مارچ ۱۹۸۳ء کے خفیہ حکم ناموں میں جو ہدایات دی گئی ہیں اور ساتھ ہی ساتھ این آئی ٹی کی طرف سے لکھے گئے ۵ ستمبر ۸۹ء کے خط جس میں یہ کہا گیا کہ فقہ حنفیہ کے پیروکار زکوٰۃ کی لازمی کٹوتی سے مستثنیٰ نہیں ہیں، غیر قانونی ہیں اور بغیر کسی قانونی جواز کے اور بے کار ہیں اس لیے ہم مدعا علیہان کو حکم دیتے ہیں کہ وہ درخواست گزار کا اقرار نامہ قبول کریں اور اس کے تصرف میں این آئی ٹی یونٹس کو زکوٰۃ کی کٹوتی سے مستثنیٰ قرار دیں۔"

(بہ شکریہ تکبیر کراچی)

- - - - - - - - - - - - - - - - - -

☆ بقیہ : شریعت کونسل کی عرضداشت ☆

--- ○ ملک میں سودی نظام کے خاتمہ کے لیے اقدامات کیے جائیں اور اتوار کی چھٹی ختم کر کے جمعہ کی چھٹی بحال کی جائے۔

--- ○ دستور پاکستان کی منسوخی کے مطالبات کی حوصلہ شکنی کی جائے اور ۷۳ء کے دستور کے تحفظ کا واضح اعلان کیا جائے کیونکہ اس دستور کی منسوخی پاکستان کی مخالف عالمی طاقتوں اور لابیوں کے ایجنڈے کا حصہ ہے اور کسی نئے دستور پر قومی اتفاق رائے کا حصول مشکل ہے جس سے وفاق پاکستان کا وجود خطرے میں پڑ سکتا ہے اس لیے نئی حکومت کی طرف سے اس امر کا دو ٹوک اعلان کیا جائے کہ ۷۳ء کے دستور کو منسوخ نہیں کیا جائے گا اور حالات سازگار ہوتے ہی اسے بحال کر دیا جائے گا۔

--- ○ امارت اسلامی افغانستان میں طالبان کی اسلامی حکومت اور پاکستان کے دینی مدارس کے بارے میں سابق حکمرانوں کے منفی اعلانات کے باعث شکوک و شبہات اور بے اعتمادی کی جو فضا قائم ہو گئی ہے اسے ختم کرنے کے لیے نئی حکومت کی طرف سے یہ اعلان ضروری ہے کہ امارت اسلامی افغانستان کی اسلامی حکومت کو پاکستان کی بھرپور حمایت حاصل رہے گی اور دینی مدارس کے آزادانہ نظام اور خود مختاری کا تحفظ کیا جائے گا۔

امید ہے کہ صدر پاکستان اور چیف ایگزیکٹو ان گزارشات کا سنجیدگی کے ساتھ جائزہ لیں گے اور ملک بھر کے دینی و سیاسی قائدین ان سے اتفاق رائے کرتے ہوئے اس سلسلہ میں متفقہ اظہار خیال اور اشتراک عمل کی کوششوں میں تعاون فرمائیں گے۔